بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

072: باب 34 - حصہ دوم - اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا ایمان باللہ کا حصہ ہے۔

[(جامع ترمذی: 2396)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے۔ پچھلے درس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا حصہ ہے اس باب پر بات کر رہے تھے آگے بڑھتے ہوئے آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَعَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا" (جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اس کے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں جلد دے دیتا ہے) "وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعبدِهِ الشَّرَّ أَمسَكَ عنهُ بذَنْبِهِ حتَّى يُوافِيَ بِهِ يومَ القِيامةِ" (اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ سختی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہوں کی سزا کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دے گا)۔ یہ حدیث ترمذی حدیث نمبر 2396 اور علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ایک خبر دے رہے ہیں ایک پیغام ہے ایک عظیم پیغام ہے معاشرے کے یا لوگوں کے ایک خاص حصے کے لیے خاص طور پر۔ ہے تو سب کے لیے یہ پیغام لیکن اس پیغام کا اثر اور اس پیغام کا فائدہ ایک خاص گروہ کے لیے ہے۔ کون سا گروہ ہے؟ وہ گروہ جو مصیبت میں مبتلا ہے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے یہ اس گروہ کے لیے خوشخبری کے ساتھ ساتھ مرہم پٹی بھی ہے اس کے زخموں کا علاج بھی ہے، آیئے دیکھتے ہیں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر خیر اور انعام کی بارش برسانا چاہتا ہے تو اُس شخص کو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کی سزا اس دنیا میں ہی دے دیتا ہے۔

جو اس کے گناہ ہیں اور گناہ تو انسان سے ہو جاتے ہیں اور گناہوں کے اعتبار سے مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں، یہاں پر بات کافر کی نہیں ہو رہی۔ کافر اللہ کا بندہ ہے کہ نہیں؟ کافر بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے، یہ درند پرند سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی بندی ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتی ہے، یہ درند اور پرند سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن بندے دو قسم کے ہیں بندگی دو قسم کی ہے، ایک عام ہے جو دیواروں کے لیے درند اور پرند، جو چاند سورج، یہ جتنی مخلوقات ہیں ان کے لیے ہے اور ان میں کافر بھی شامل ہیں یہ عام عبودیت جو ہے، کافر بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے سر جھکا کر کھڑا ہوگا اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کبھی کہیں جا نہیں سکتا اس کے جسم کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے۔

دوسری قسم کی عبودیت اور بندگی ہے خاص اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے مومنوں کے لیے ہے جو کلمہ پڑھتے ہیں اور اپنی زندگی اپنے ربّ کے حکم کے مطابق گزارنا چاہتے ہیں اور یہ لوگ دو قسم کے ہیں۔ ظاہر ہے بات موحد کی ہو رہی ہے مشرک تو چلا گیا ناں پہلے گروہ میں، شرک کرنے والا بھی نہیں اور بدعت مکفرہ کرنے والا بھی نہیں، کفر کا راستہ اختیار کرنے والا چاہے وہ شرک ہو یا بدعت مکفرہ کوئی بھی راستہ ہو وہ ہماری بات میں شامل نہیں ہے وہ اس حدیث میں شامل نہیں ہے۔

تو یہ لوگ جو مومن ہیں جو موحد ہیں یہ دو قسم کے ہیں:

(۱) ایک وہ لوگ جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں کبیرہ گناہ کرتے ہیں اور صغیرہ گناہ بھی کرتے ہیں جیسا کہ اکثر عام لوگ ہیں۔ سود خور ہیں، زنا کرتے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہیں ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں، غیبت کرتے ہیں چغل خوری کرتے ہیں، گانے بجانے سنتے ہیں، آخر تک، یہ لوگ موحد ہیں لیکن کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں گناہ ان سے ہوا۔

(۲) دوسری قسم کے لوگ وہ موحد ہیں جو موحد ہیں ایمان اور عقیدہ مضبوط ہے لیکن کبیرہ گناہ نہیں کرتے اور صغیرہ گناہ ہو جاتے ہیں، جن پر وہ قابو پا سکتے ہیں قابو پاتے ہیں جن پر قابو نہیں پا سکتے وہ ہو جاتے ہیں ان سے لیکن اصرار نہیں کرتے صغیرہ گناہ پر، اب یہ جو دوسرے لوگ ہیں ان کے جو صغیرہ گناہ ہیں یہ اچھے اعمال سے دھل جاتے ہیں پاک ہو جاتے ہیں ﴿إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ﴾ (ھود:114) (اچھے اعمال بُرے اعمال کو پاک اور صاف کر دیتے ہیں)۔

جو پہلا گروہ ہے ان کی بداعمالیاں ان کے ساتھ ہیں یہ دو قسم کے لوگ ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں جن پر مصیبتیں نازل کرتا ہے جن کا امتحان لیتا ہے اور وہ ان مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور ان مصیبتوں پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی تخفیف کرنا چاہتا ہے۔ یاد رکھیں کہ کبیرہ گناہوں کے لیے توبہ ضروری ہے کبیرہ گناہ اچھے اعمال سے نہیں کبھی ختم ہوتے، صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں بہر حال۔

تو یہ لوگ جو کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں کوئی نہ کوئی سزا دے دیتا ہے اور یہ مصیبتیں جو سزائیں ہیں اگر یہ شخص صبر کرتا رہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور جزع نہ کرے اور حرام راستے کو نہ اختیار کرے جس میں زبان سے گالی گلوچ ہے، یا ہاتھ سے منہ پر طمانچے مارنا ہے، یا گریبان کو پھاڑنا ہے (آخر تک جو پیچھے دروس میں ہم نے بیان کیا ہے) یہ راستہ اختیار نہ کرے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جو تکلیفیں ہیں خوشخبری دے رہے ہیں کہ یہ جو تکلیفیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے لیے ایک خیر کا راستہ بنایا ہے کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ خیر چاہتا ہے اسے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

دل کی بیماری ہے، جگر کی بیماری ہے، آنکھوں کی بیماری ہے یا فالج کی بیماری ہے، یا کینسر کی بیماری ہے، کوئی بھی بیماری ہے مصیبتیں ہیں ساری کہ نہیں؟ مصیبتیں ہیں۔ یا کاروبار میں کوئی نقصان ہوا ہے مصیبت ہے، زلزلہ آیا ہے مصیبت ہے، بچے کا ایکسیڈنٹ ہوا مصیبت ہے، گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا مصیبت ہے، بچہ بیمار ہے مصیبت ہے، بچہ مر گیا مصیبت ہے، یہ ساری کی ساری مصیبتیں ہیں ان مصیبتوں سے اس مومن بندے کی تخفیف ہوتی ہے۔ قیامت کے دن جب وہ آئے گا تو اپنے گناہ ساتھ لے کر آئے گا لیکن جتنے گناہ اس نے کیے ہیں بہت سارے گناہوں کی تخفیف ہو چکی ہو گی۔ یہ تخفیف کہاں سے ہوئی کس وجہ سے ہوئی؟ ان مصیبتوں کی وجہ سے۔

ایک بھائی نے کل سوال کیا تھا کہ جو لوگ غیبت کرتے ہیں چغل خوری کرتے ہیں، حسد کرتے ہیں لوگوں سے یہ بڑے گناہ ہیں یہ جو گناہ ہیں کیا ان کی وجہ سے کوئی مصیبت آسکتی ہے انسان کے اوپر؟

مصیبت کا آنا لازمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ خیر چاہتا ہے ناں جس کے ساتھ اس پر مصیبتیں آتی ہیں۔ یعنی ایک چغل خور ہے اور اسے کوئی تکلیف ہی نہیں پہنچتی تو وہ شر میں ہے اور دوسرا چغل خور ہے وہ مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے وہ خیر میں ہے۔ چغل خوری کی وجہ سے نہیں خیر میں وہ یہ تو کبیرہ گناہ ہے لیکن مصیبت کی وجہ سے خیر میں ہے۔

دیکھیں امتحان دو طرف سے ہے ایک تو ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اس مصیبت کو دیکھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کر لے ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾(السجدۃ:21)((اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ السجدۃ میں کہ) ہم انہیں (یعنی لوگوں کو) چھوٹی سزا دیتے ہیں چھوٹا عذاب دیتے ہیں دنیا میں تاکہ وہ بڑے عذاب سے بچ جائیں۔ کب؟ ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (جب وہ توبہ کر لیں)۔ تو یہ مصیبتیں جو ہیں ان کا ایک تو یہ فائدہ ہے ہو سکتا ہے کہ گناہ سے توبہ کر لے اور توبہ کرنے سے تخفیف ہو گئی کہ نہیں گناہ کی؟ جب توبہ کی تو گناہ ختم ہی ہو گیا ناں۔

2۔اگر توبہ نہیں کرتا تو دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب یہ بندہ جو گناہ گار ہے جو گناہ پر گناہ کر رہا ہے ان مصیبتوں کی وجہ سے اس کے گناہوں کی تخفیف ہوتی ہے۔

پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ اور وہ لوگ جن کو کبھی کوئی مصیبت نہیں آتی کوئی تکلیف نہیں ہوتی وہ یادرکھیں کہ وہ خیر میں نہیں ہیں کم سے کم یعنی گناہ بھی کرتے ہیں اور کوئی مصیبت بھی نہیں آتی۔گناہ میرے بھائی صرف حسد،بغض،غیبت یا چغل خوری نہیں،گناہ صرف سود خوری یا زناکاری نہیں ہے اس سے بڑھ کر گناہ ہے شرک اور بعض لوگ شرک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''کچھ ہوتا ہی نہیں ہے ہمیں کوئی پکڑ ہی نہیں ہوگی اگر ہم واقعی غلط راستے پر ہوتے تو کوئی مصیبت نہ آتی پکڑے نہ جاتے ہم!''۔

بالکل یہی بات ابو جہل کرتا تھا مشرکین عرب کرتے تھے کہ اگر ہم غلطی پر ہوتے تو آسمان سے کوئی تارا نہ گرتا،کوئی آگ نہ آتی ہمارے اوپر ہم جل نہ جاتے،جب آسمان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی عذاب ہمارے اوپر نہیں آیا تو ہم تو خیر میں ہیں۔

میرے بھائی عذاب کی مختلف قسمیں ہیں آپ جانتے ہیں کہ سب سے سخت عذاب کون سا ہے؟آسمان سے بجلی گرنا عذاب ہے، طوفان کا آنا عذاب ہے،زمین میں دھنس جانا عذاب ہے،زلزلہ آنا عذاب ہے،آگ میں جل کر مرنا عذاب ہے،ان سب چیزوں سے بڑھ کر کوئی عذاب ہے؟غلط راستے پر کسی کی موت ہو عذاب ہے یعنی دوسرے لفظوں میں آپ یوں کہنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص غلط راستے پر ہو اور اسے ڈھیل دی جائے اور زندگی ساری وہ غلط راستے پر ہی گزارتا رہے اسے توبہ کا موقع نہ ملے اور وہ اسی گناہ پر مر جائے۔

ابو لہب کے ساتھ کیا ہوا جانتے ہیں خاتمہ کیسے ہوا؟اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿تَبَّتۡ يَدَآ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾(المسد:1)(ہلاک ہو گیا ابو لہب)۔یہ خبر کب ملی تھی مر چکے تھے؟زندگی میں ملی تھی ابو لہب نے اس سورۃ کو سنا ہے اس کی بیوی آئی دوڑتی ہوئی اور آکر کہا کہاں ہے محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کہاں ہے؟سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہی ہے(محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ بیٹھے تھے قریب بیٹھے تھے)تمہارا دوست کہاں ہے؟انہوں نے کہا خیریت تو ہے کیا ہو گیا ہے؟!میں نے سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتے ہیں ہمیں،مجھے اور میرے خاوند کو گالیاں دی ہیں محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)نے۔سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گالی کون سی دی ہے؟کہتی ہے ہلاک ہو جائے،ہلاک ہو جائے اور اس کی بیوی بھی جہنم میں ہو گی اگر میں اسے دیکھوں گی تو گردن توڑ دوں گی،یہ کر دوں گی وہ کر دوں گی ہے کہاں؟سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں کہ میرے

قریب بیٹھے ہیں یہ اندھی ہو چکی ہے کیا میں نظر آرہا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب بیٹھ کر مسکرا رہے ہیں وہ نظر نہیں آرہے! اللہ تعالیٰ نے آنکھ کو حکم دیا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھنا ہے دوسرے کو دیکھنا نہیں ہے۔

یہ آنکھ دیکھتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہماری مرضی سے آنکھیں نہیں دیکھتیں میرے بھائی، عقل یہاں پر عاجز ہے! یہ دو گلاس رکھے ہیں ایک کو دیکھتا ہوں ایک کو نہیں دیکھا کیا یہ ہو سکتا ہے؟ عقل تو نہیں مانتی اس چیز کو، میرے بھائی عقل خادم ہے مخدوم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی شریعت قرآن اور حدیث مخدوم ہے عقل اس کی خدمت کرتی ہے، یہاں پر عقل حیران ہو جاتی ہے!

قرآن مجید کی آیتوں کو آیت کیوں کہا جاتا ہے جانتے ہیں آپ؟ آیت کہتے کسے ہیں؟ نشانی۔ یا دوسرا معنی آیت کا کیا ہے؟ معجزہ۔ اللہ تعالیٰ کے الفاظوں میں جملوں میں جو قرآن مجید میں ہیں سارے کے سارے معجزے ہیں اور معجزہ وہ ہوتا ہے جو عقل کو عاجز کر دے حیران کر دے۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ اگر اسی وقت ابو لہب جھوٹا ایمان قبول کر لیتا تو اسلام ٹوٹ جاتا یا نہیں؟ ذرا غور کریں بات پر خطرناک بات ہے! بھئی زبان سے کلمہ پڑھنا ہے دل کو کس نے کھول کر دیکھنا ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل کھول کر دیکھتے تھے کہ سچا مومن ہے یا جھوٹا مومن ہے؟! نفاق تو مکہ میں تھا ہی نہیں نفاق کہاں شروع ہوا؟ مدینہ میں، مکہ میں اسلام تھا یا کفر تھا۔ اگر ابو لہب اس کے بجائے کہ اس کی بیوی جاتی اور جھگڑا کرتی صفاء کی پہاڑی کے اوپر کھڑے ہو کر اعلان کر دیتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو یوں کہتا ہے سن لو کہ میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو نعوذ باللہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھوٹ ثابت ہو جاتا یا نہیں کہ ابھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ اور ابو لہب نے کلمہ پڑھ لیا ہے کیسے ہلاک ہو گیا یہ؟! کتنا مشکل کام ہے کہ گھر سے نکلنا اور ڈھونڈنا یعنی مارنے کے لیے مرنے کے لیے تیار ہو جانا اس کی توفیق تو دی اللہ تعالیٰ نے لیکن آسان راستے کی توفیق نہیں دی اللہ تعالیٰ نے اور نہ ہی اس کا ذہن اس طرف گیا ہے اور نہ ہی جا سکتا تھا کیونکہ وہ واقعی ہلاک ہو چکا تھا۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ابو لہب نے کیا کرنا تھا کیسے مرنا تھا، زمین اور آسمان کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے سے جانتا تھا اللہ تعالیٰ کہ ابو لہب کی موت کیسے واقع ہو گی اور اس نے قبول کرنا ہی نہیں ہے اس کے ثبوت میں اس سورۃ کو نازل کیا ہے کہ ابو لہب اس سورۃ کو پڑھنے کے بعد بھی تبدیل نہیں ہو گا اور واقعی نہیں ہوا۔

اچھا موت کیسے ہوئی جانتے ہیں ابو لہب کی؟ ایسی اچھوت بیماری لگی کہ یہ قوم کا وہ سردار جس کے ساتھ بیٹھنے کو سب کا جی چاہتا تھا (مشرکین کا) آگے پیچھے لوگوں کا مجمع ہوتا تھا، لوگ فخر سے سر اٹھا کر چلتے کہ ہم ابو لہب کے گروہ میں ہیں یا ابو جہل کے گروہ میں

ہیں خاتمہ کیسے ہوا؟ایسی بیماری لگی اچھوت بیماری جو عربیوں کی سب سے خطرناک بیماری تھی اس علاقے میں !اور اتنی اچھوت بیماری تھی کہ اس کی بیوی یہ بیوی جو ابھی جھگڑنے کے لیے آئی تھی ناں اسی بیوی نے گھر سے نکال دیا(یہ دیکھیں انصاف دیکھیں اس دنیا میں بیوی نے گھر سے نکال دیا)، بیٹوں نے گھر سے نکال دیا۔

گھر سے نکال دیا تو کہاں جائیں گے ؟ جانوروں کے ڈربے میں جا کر اس کو وہاں پر ڈال دیا، اُس ڈربے میں جہاں پر جانوروں کو نہیں باندھتے وہ کہ کہیں ہو سکتا ہے جانور کو کوئی بیماری لگ جائے، یعنی وہ ڈربہ جو ناکارہ ہو چکا تھا یعنی اس مکہ کی جو سب سے بدترین جگہ تھی وہاں پر اسے جا کر گھر سے نکال کر اس کو جگہ دے دی ! مر گیا کوئی قریب نہ تھا جب بدبو پھیلی پتہ چلا کہ وہ مر گیا ہے۔

اب اس کی بدبو سے تو نجات پانی ہے کہ نہیں ؟اب دفن کرنا ہے تو دور جا کر وہاں پر زمین پر ایک گڑھا کھودا۔ ہاتھ کون لگائے گا بیٹے لگائیں گے ؟ بیٹوں نے کہا ہم ہاتھ تو نہیں لگائیں گے قریب جا نہیں سکتے ہم ۔ بڑی بڑی لکڑیاں لے کر آئے لمبی لمبی لکڑیاں لاش کو دھکا دے دے کر اس طریقے سے اس گڑھے میں پھینک دیا۔ یہ کون ہے ؟ابو لہب، یہ ابو لہب کا خاتمہ ہے !

جب وہاں پر اس گڑھے میں اس کو دھکیل دیا اب مٹی کون ڈالے گا مٹی میں تو قریب جانا پڑے گا تو جانتے ہیں کیسے دفن کیا؟ پتھر مار مار کر، دور سے اس گڑھے میں کھڑے ہو کر پتھر مارے ہیں وہ پتھروں سے جیسے شیطان کو پتھر مارتے ہیں ناں حج میں تو ابو لہب کو پتھر مار کر اس کا جو گڑھا تھا دفن کر دیا بند کر دیا ! کیا اس سے بڑی عبرت ناک موت ہو سکتی ہے ؟! إنا لله و إنا إليه راجعون۔ اس کے باوجود بھی بعض لوگوں کو سبق نہیں ملا۔

بہر حال، واپس آتے ہیں کہ وہ لوگ جن کو کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچتی شر میں ہیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضح الفاظ میں فرماتے ہیں "وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِعبدِهِ الشَّرَّ" جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے شر مراد لیتا ہے "أَمسَكَ عنهُ بذَنْبِهِ حتَّى يُوافِيَ بِهِ يَومَ الْقِيامةِ" تو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتا کوئی مصیبت نہیں آتی تاکہ قیامت کے دن اس کو اِس گناہ کی پوری کی پوری سزا ملے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہماری لغزشوں کو اور نافرمانیوں کو اللہ تعالیٰ دور فرمائے اور معاف فرمائے، آمین۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں :

1۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ارادۃ کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ بھی ہے اللہ تعالیٰ ارادہ بھی کرتا ہے "کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالیٰ" جیسے اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے مخلوق کے ارادے سے بالکل ہٹ کر ہے۔

2۔ بندگی کی دو قسمیں ہیں جن کو جاننا ضروری ہے، عام بندگی اور خاص بندگی۔

3۔ خیر اور شر اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں لکھ دیئے گئے ہیں (خیر اور شر تقدیر میں لکھ چکے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر وہ ہے جو علم کی بنیاد پر ہے حکمت کی بنیاد پر ہے یاد رکھیں۔

4۔ کسی مومن پر مصیبتوں کا ہونا یہ خیر کی علامت ہے بشرطیکہ اِس مصیبت کی وجہ سے اُس کا کوئی فرض نہ چھوٹے اور کسی محرّم کا ارتکاب نہ ہو تب تو خیر میں ہے۔ اگر مصیبت آئی ہے بیماری لگ گئی ہے مثال کے طور پر اس نے فرض نماز چھوڑنا شروع کر دی تب خیر تو نہیں اس کے لیے تب تو شر ہے کہ نہیں؟ بشرطیکہ کوئی فرض اس سے نہ چھوٹے اور نہ ہی کسی محرّم چیز کا ارتکاب ہو۔

کسی شخص کو بیماری لگی ہے وہ سود پر ادھار لیتا ہے تو سود لینا حرام ہے تو اس نے صبر نہیں کیا اور اس نے غلط راستہ اختیار کیا ہے۔ تب تک خیر ہے جب تک کسی فرض کی ادائیگی میں خلل نہیں پڑتا اور نہ ہی محرّم کا کوئی ارتکاب ہوتا ہے۔

5۔ جن کو کبھی کوئی مصیبت نہیں پہنچتی تو وہ خطرے میں ضرور ہے، خطرے میں ہے!

6۔ اگر کسی کو کبھی کوئی مصیبت نہیں پہنچی تو اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مصیبتوں کے لیے دعا کرے۔

7۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ یعنی اگر مصیبت بھی ہے تو یہ سوچنا چاہیے مومن کو کہ اس میں میرے لیے کوئی نہ کوئی خیر ضرور ہے، اچھا گمان ہمیشہ ہونا چاہیے۔

8۔ سب سے بدترین عذاب یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور اس کی پکڑ نہ ہو۔ سب سے بدترین عذاب یہ ہے کہ کوئی شخص گناہ پر گناہ کرتا چلے اور اس کی پکڑ نہ ہو یہ ڈھیل ہے۔

9۔ مصیبتیں بھی یا مصیبتوں سے بھی گناہوں کی تخفیف ہوتی ہے۔

10۔ ہر مصیبت شر نہیں ہوتی اُس میں کوئی خیر بھی ہوتا ہے۔

11۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اللہ تعالیٰ کی رضا لازم نہیں ہے۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اللہ تعالیٰ کی رضا لازم نہیں ہے! "عطاء" (اللہ تعالیٰ کا دینا، اللہ تعالیٰ کا انعام، اللہ تعالیٰ کا احسان)۔

اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اللہ تعالیٰ کی رضا لازم نہیں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ بہت نعمتیں دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوتا ہے ضروری ہے؟ نہیں۔ کافروں کو کتنی نعمتیں دی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا اُن پر راضی ہے؟ ہر گز نہیں۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) "إِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ البَلاَءِ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاَهُمْ،فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا،وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ"- یہ حدیث ترمذی میں ہے حدیث نمبر 2396 اور ابن ماجہ 4031، صحیح حدیث ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "إِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ البَلاَءِ" (بے شک بڑی آزمائش کی جزاء بھی بڑی ہوتی ہے) "وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاَهُمْ" (اور اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے محبت کرتا ہے جن لوگوں کو پسند کرتا ہے انہیں آزماتا ضرور ہے) "فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا" (پس جو شخص اس آزمائش پر راضی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے) "وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ" (اور جو شخص اس آزمائش پر راضی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر ناراض ہوتا ہے اور راضی نہیں ہوتا)۔

اس عظیم حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دے رہے ہیں پھر اس خاص گروہ کے لیے۔ پیغام سب کے لیے ہے لیکن ایک خاص گروہ کے لیے جو مصیبت میں مبتلا ہے اس کی مواسات اور مرہم پٹی کا ساز وسامان لے کر آئے ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، "رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہ یاد رکھیں جتنی مصیبتیں بڑھتی جاتی ہیں بعض لوگوں پر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب اور قریب ہیں پسندیدہ ہیں۔

یعنی آپ یہاں پر کاٹ کر مشرک کو نکال دیں گے ناں پہلے وہ ذہن میں نہیں آنے چاہیئں، کافر ہیں، بدکار ہیں، شرک کے مرتکب ہیں یا بدعۃ مکفرۃ کے مرتکب ہیں یہ لوگ جو ہیں یہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بے نمازی بھی شامل ہے کیونکہ بے نمازی بھی کافر ہے یاد رکھیں۔

کہ اگر کسی انسان پر مصیبتیں بہت زیادہ ہیں تو اسے یہ تسلی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند ضرور کرتا ہے۔ تعجب کی بات ہے یہ کہ جس کو پسند کیا جاتا ہے اس کو تکلیف دی جاتی ہے! اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اَرحم الراحمین ہے یہ ایک راستہ ہے اپنے بندے کو پسند کرنے کا۔ وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ کا یہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے نافرمانی پر تلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے خیر خواہی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے تھوڑی مصیبت دیتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کی تخفیف ہو پھر مصیبت کو بڑھا دیتا ہے تاکہ اس کے گناہ مٹ جائیں۔

پھر مصیبت بڑھا دیتا ہے اب گناہ تو باقی نہ رہے کیا باقی رہے گا؟ اس کے درجات بلند ہو جائیں گے۔ اس لیے دیکھیں سب سے بلند درجے جنت میں کس کے ہیں؟ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے۔ سب سے زیادہ تکلیفیں کس نے برداشت کی ہیں؟ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے۔

پھر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد سب سے زیادہ مصیبتیں کس ہوئیں ؟اُن کے صحابہ کو ہوئی ہیں جو ان کے ساتھ تھے۔ کیوں ؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جیسے دنیا میں وہ نبی کے صحابی تھے جنت میں بھی نبی کے صحابی رہیں۔ پھر بعد میں آنے والے لوگ ہیں۔

اس لیے رافضی جو ہیں وہ بے چارے لوگ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں کہ یہ کافر ہیں، گالیاں دیتے ہیں صحابہ کو! وہ اس حکمت سے بالکل ناواقف ہیں۔ یعنی یہ کہاں کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تو ان کو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی بنایا ہے چنا ہے آپ یہ نہ دیکھیں یہ Coincidence نہیں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے قریب صحابی ہیں، یہ Coincidence نہیں ہے کہ اچانک ایسے ہوا ہر گز نہیں بلکہ پوری انسانیت میں اللہ تعالیٰ نے دیکھا ہے ان کے دلوں میں جھانک کر دیکھا ہے جو سب سے اچھے تھے ان کو نبی بنادیا اور ان کے بعد جو سب سے اچھے دل تھے نبی کا صحابی بنادیا اور جو ان میں سب سے اچھے دل تھے ان کو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی بنادیا کیونکہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یعنی جو صحابہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے تھے ان سے بہتر ہیں سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کیونکہ وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔

لیکن رافضی کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہوگئے سوائے دو یا تین یا چار کے! بے چارے ہیں یہ لوگ بے عقل ہیں یہ لوگ! مسکین ہیں مسکین ان کو کیا پتہ کہ شریعت ہوتی کیا ہے! قال اللہ و قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا کیا ہے! ان کے نزدیک تو امام نے جو کچھ کہہ دیا وہی دین ہے، اور ان کے امام ان سے بَری ہیں دنیا میں بھی بَری اور آخرت میں بھی بَری ہوں گے۔

آپ تصور کر سکتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی یہ سوچ بھی سکتے ہیں کہ صحابہ مرتد ہیں؟! سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں کبھی وہ سوچ سکتے ہیں؟! کبھی کوئی مومن سوچ سکتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ابو بکر بھی کافر ہے، عمر بھی کافر ہے، عثمان بھی کافر ہے؟! (رضی اللہ عنہم)۔

تعجب کی بات دیکھیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام ابو بکر اور عمر ہے! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا نام ابو بکر اور عمر ہے!

آپ جانتے ہیں کہ آپ اپنے بچے کا نام جب رکھتے ہیں کیا سوچ کر رکھتے ہیں آپ جس سے شدید نفرت کرتے ہیں اس کا نام رکھتے ہیں یا جس سے شدید محبت کرتے ہیں اس کا نام رکھتے ہیں؟ عقل والے کہاں گئے اب عقل کو ہمیشہ آگے کرتے ہیں؟!

یادرکھیں کہ رافضی جو ہیں وہ عقل کو شرع پر مقدم کرتے ہیں معتزلی کاراستہ اپنایاہواہے۔ان کی کتاب جو ہے کون سی کتاب ہے مشہور ترین کتاب؟اصول الکافی۔آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلی کتاب سب سے پہلا چیپٹر کون ساہے؟ایمان کا نہیں عقل کا ہے۔اور صحیح بخاری اٹھاکر دیکھیں سب سے پہلا چیپٹر کون ساہے؟کتاب الایمان ہے۔یہ فرق ہے اہل سنت اور اہل بدع میں کہ وہ عقل سے بات شروع کرتے ہیں اور ہم ایمان سے بات شروع کرتے ہیں،وہ عقل سے شروع کرتے ہیں پھر عقل کی مار کھاتے ہیں!

سیدنا علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ جن کو کہتے ہیں یہ کہ شیر خداہیں کن فیکون ہے شیر خدا کبھی بھی آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اپنی بیٹی کارشتہ سیدناعمر رضی اللہ عنہ سے کریں گے جوکافر ہیں نعوذ باللہ؟سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہاسیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں سیدناعمر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اہلیہ ہیں سیدنا علی نے اپنی زندگی میں شادی کی ہے۔وہ کہتے ہیں زبردستی کی ہے(رافضی کہتے ہیں)سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ظلم کیاہے اس کا بدلہ ملے گا۔ایک طرف کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشاہیں،سیدنا علی شیر خداہیں تو پھر نہ تو مشکل کشائی کام آئی سیدنا علی کے،نہ کن فیکون کام آیا۔

پھر شیر خدا کی بات جہاں تک سمجھ آتی ہے کوئی شک نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ شیر خداہیں،بہادر ہیں عظیم صحابی ہیں تو ان کی یہ بہادری کہاں گئی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آکر ان کی بیٹی کو زبردستی چھین کر لے جاتے ہیں؟!نعوذ باللہ بعض کتابوں میں ہے کہ سب سے پہلا زنا جو آل بیت میں ہوا یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے زنا ہوا ہے!نعوذ باللہ۔وہ شادی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ایک مسلمان عورت کی کافر سے شادی ہو نہیں سکتی زناکاری ہوتی ہے نعوذ باللہ۔

توشیر خدا کہاں گئے تھے نعوذ باللہ بیٹی سے زنا کیا گیااور وہ خاموشی اختیار کرتے رہے بلکہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو رخصت کیا زنا کے لیے نعوذ باللہ؟!یہ عقل والوں کی عقلیں کہاں گئی ہیں؟!

"الجزاء من جنس العمل"ایک قاعدہ ہے کہ سزااور جزاء جو ہے وہ عمل کے مطابق ہی ہوتی ہے۔اُن کا عمل کیا تھا؟کہ عقل سب سے آگے ہے تو عقل سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مار دی ہے اب ان کی عقل پریشان اور حیران ہے کہ ایک طرف شیر خداہیں مشکل کشاہیں اور دوسری طرف بیٹی سے زناکاری!ان کی کتابوں میں دونوں چیزیں ملتی ہیں تضاد کی انتہاہے۔

بہر حال توانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی ہیں کس نے؟صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور ان کے درجے بلند ہوئے۔

پھر لوگوں کی دو قسمیں ہیں کہ یا تو راضی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان سزاؤں پر ان مصیبتوں پر اور بعض لوگ ناراض ہو جاتے ہیں، جو راضی ہوتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ دیکھیں مصیبت تو ویسے ہی آئی ہے آپ نکل نہیں سکتے آپ کے پاس سوائے صبر کے راستے کے کچھ بھی نہیں ہے۔ یا چیخو چلاؤ گریبان پھاڑو، طمانچے مارو، محرمات کا ارتکاب کرو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اپنے سر پر اٹھا کر مصیبت کے اوپر مصیبت ﴿ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ﴾(النور:40) کا بوجھ اٹھا کر جہنم کا راستہ اختیار کرو آپ کی مرضی ہے۔ تو جو راضی ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور جو ناراض ہوا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے تین نہریں بنائی ہیں تین دریا، ایک سچی توبہ کا دریا ہے، دوسرا اچھے اعمال کا دریا جو بُرے اعمال کو ختم کر دیتا ہے، اور تیسرا ہے مصیبتوں کا دریا اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کی خیر خواہی چاہتا ہے تو ان دریاؤں میں سے کسی نہ کسی دریا میں اس کا غسل کرواتا ہے ایک میں یا بعض میں'' ۔ کتنی پیاری بات ہے!

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں، بعض لوگ توبہ نہیں کرتے اچھے عمل کرتے رہتے ہیں ان کو توفیق دیتا ہے یہ تو انسان کے اختیار میں ہے لیکن جب مصیبت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ بعض لوگوں پر مصیبت کا ارادہ کرتے ہیں وہ اس لیے ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جائیں۔

دیکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک کانٹا چبھتا ہے اُس کے عوض میں بھی ایک اجر و ثواب ضرور ملتا ہے اور جس کی زندگی ساری مصیبتوں میں گزری ہو آپ تصور کر سکتے ہیں کہ اس کو کتنا ثواب ملے گا اس کے گناہ کیسے جھڑیں گے! جیسے کہ خزاں میں درخت کے پتے جھڑتے ہیں کچھ باقی نہیں رہتا تاکہ نئے پتے اُگیں۔

اگر یہ فاسق پتے رہیں تو نئے پتے اُگ سکتے ہیں کیا؟ تو جب تک یہ پتے جھڑتے نہیں ہیں تو دوسرے پتے نہیں آ سکتے اُسی طریقے سے جب تک یہ گناہ پاک نہیں ہوتے اس بندے پر اللہ تعالیٰ کی رضا مکمل نہیں ہو گی اور یہ بلند درجے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کے سامنے ایک ہی راستہ ہے رضامندی کا راستہ بس خیر کا راستہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر خواہی چاہی آپ سے آپ بھی اس خیر خواہی کو قبول فرمائیں۔ کیسے قبول کریں گے؟ اپنا سر جھکا کر صرف یہ چار لفظ کہنے ہیں ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ﴾ یہ زبان کا قول ہے۔ عمل کیا کرنا ہے؟ صبر کرنا ہے ﴿الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ﴾(البقرۃ:156) (ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں جو کچھ جتنی نعمتیں ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ہم سب کی واپسی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے)۔

کچھ باقی نہیں رہے گا﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾(الرحمن:26-27)(سب کچھ فنا ہو جائے گا سوائے ایک ذات کے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گی)۔

یہ بات اچھی سمجھ لیں کہ مصیبت پر صبر کرنا اور اچھے وقت میں شکر کرنا یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کی حالت ہر حال میں اچھی ہوتی ہے اور خیر میں ہوتا ہے اگر اسے کوئی اچھی چیز پہنچے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وہ شکر کرتا ہے اور اگر کوئی مصیبت آئے تو صبر کرتا ہے تو اس کی زندگی یا صبر یا شکر کے بیچ میں گزرتی رہتی ہے "وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ" اور یہ خاصیت صرف مومن کے لیے ہے مومن ہی ایسا کام کر سکتے ہیں بے ایمان کم ایمان والے ایسا کام نہیں کر سکتے۔

ایک بڑی پیاری بات ہے کہ ایک شخص کی شادی ہوئی بد صورت انسان تھا۔اب ہماری صورت اچھی یا بُری ہے ہمارے بس کی کوئی بات ہے ؟ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔اُس کی شادی ہوئی خوبصورت ترین عورت سے، سبحان اللہ بڑی خوبصورت عورت ہے۔ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے تو اس شخص نے بیوی سے کہا کہ بھئی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ میرے جیسے بد صورت انسان کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہیں میں آپ کے لیے صرف دعا ہی کر سکتا ہوں (بڑی عظمت ہے یہ عظیم انسان ہے بیوی اس سے بھی زیادہ بڑھ کر عظیم ہے)۔جواب میں وہ کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری زندگی میں تجھے شوہر پسند کیا میں نے اس پر صبر کیا اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری زندگی میں مجھے تمہاری بیوی بنایا تم نے اس کا شکر کیا اور شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا آخرت میں ایک ساتھ ہوتے ہیں۔

تو شکر اور صبر جہاں پر مل جاتے ہیں یہ مکمل ایمان کی نشانی ہے مصیبتوں میں صبر کرنا اور اچھے حالات میں شکر کرنا۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔مصیبتوں سے گناہوں کی تکفیر ہوتی ہے بشر طیکہ اس پر ترک واجب یا ارتکاب محرم وابستہ نہ ہو۔

2۔اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

3۔منکرین صفات کا رد جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا رد کرتے ہیں۔وہ کون سے ہیں؟ جہمی، معتزلی،اشعری،ماتریدی، کلابیہ اور جتنے بھی لوگ صفات کے منکر ہیں۔

4۔مومنوں پر مصیبتوں کا ہونا ایمان کی علامت ہے کہ ایمان ہے تو مصیبت بھی آئی ہے ناں اور مصیبتوں کا بڑھنا ایمان کی زیادتی کی نشانی ہے یہ جتنی بھی مصیبتیں بڑھ رہی ہیں اتنا ہی اس شخص کا ایمان جو ہے وہ مضبوط ہے۔

5۔اللہ تعالیٰ کی دو اور صفتیں رضا اور ناراضگی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ناراض بھی ہوتا ہے اس حدیث میں واضح ثبوت ہے لیکن جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے مخلوق کے راضی ہونے سے اور ناراض ہونے سے بالکل ہٹ کر۔

6۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہونا حکم کیا ہے؟ تقدیر پر راضی ہونا ایمان کی دلیل ہے اور واجب ہے۔

7۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراض ہونا حرام ہے۔

کوئی سوال ہے درس کے متعلق؟ اگلا درس ریاء کے متعلق ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے ریاء کے متعلق۔

سوال: بھائی کا یہ سوال ہے کہ کیا جن لوگوں پر مصیبتیں آتی ہیں کیا ضروری ہے کہ وہ کوئی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تب مصیبتیں آتی ہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تمہارے اُوپر یہ مصیبت آئی ہے تم نے کیونکہ فلانا گناہ کیا تھا؟

جواب: نہیں یہ ضروری نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہیں فرمارہے کہ ہر بدکار پر جب مصیبت آتی ہے تو اس کے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے، ہر گز نہیں یہ حتمی طور پر نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس کی خیر چاہتا ہے تب اس کے لیے اللہ تعالیٰ یہ آسان کر دیتا ہے۔

دیکھیں گناہ ہم سے ہوتے ہیں کوئی یہ نہ کہے کہ میں بالکل پاک اور صاف ہوں لیکن جن پر کوئی مصیبت آتی ہے وہ خیر میں ہیں لوگ اس معنی سے غافل ہیں۔یعنی شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے اس بات کو کیوں بیان کیا ہے بار بار پورا باب کیوں باندھا ہے؟ کہ توحید اور ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ مصیبتوں کو دوسری نظر سے دیکھے ہم تصویر کے ایک رُخ کو دیکھتے ہیں دوسرے کو دیکھتے نہیں ہیں تو مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ مصیبت کو ایک نظر سے نہ دیکھے دوسری آنکھ بھی ہے اس سے کیوں نہیں دیکھا ایک آنکھ سے کیوں دیکھتا ہے زندگی ساری ایک آنکھ سے دیکھ کر گزار دیتا ہے! دوسری آنکھ سے دیکھے کہ اس مصیبت کے پیچھے وہ کون سے خیر ہیں جو چھپے ہوئے ہیں اُن میں سے ایک خیر یہ ہے کہ جتنے بھی ہم سے گناہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی تخفیف کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔واللہ اعلم۔

ہاں یہ غلط بات ہے! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم جب بیٹھتے ہیں تو ہماری مجلسوں میں عام طور پر صرف عورتوں میں نہیں بلکہ مردوں میں بھی (بعض مردوں میں بھی) یہ چیز موجود ہے کہ جھوٹ اور غیبت اور چغل خوری تو ہماری یعنی ایک مجلس کی زینت بن چکے ہیں نعوذ باللہ، یہ مصیبتیں ہماری زینت بن چکی ہیں اور جو خیر عمل تھے جو خیر باتیں تھیں ان سے ہم بہت دور ہیں غافل ہیں ہم ان سے۔وجہ کیا ہے؟ جیسے ہم ہیں ویسی ہماری مجالس ہیں، جھوٹ ہماری زندگی کا حصہ ہے غیبت ہماری زندگی کا حصہ

ہے، چغل خوری ہماری زندگی کا حصہ ہے تو ہماری مجالس میں کہاں سے کوئی خیر آئے گا؟ سچ کہاں سے آئے گا؟ خیر خواہی کہاں سے آئے گی؟ جیسے ہم ہیں ویسے ہمارا معاشرہ ہے ویسی ہماری مجالس ہیں!

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (072.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio